حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● کتاب: امام الہند حضرت ابوالکلام آزاد　　تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی　　صفحات: 215

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد ضلع نوشہرہ　　　　(مبصر: جاوید اختر بھٹی)

مولانا ابوالکلام آزاد ہندوستان کے ایک عظیم راہنما، سیاستدان، مفکر، ادیب، شاعر اور عالم دین تھے۔ برصغیر میں اُن کا احترام اور قدر و منزلت قائم و دائم ہے۔ وہ ہندوستان کی تقسیم کے حامی نہیں تھے۔ تقسیم ہند کے بعد مسلم لگی سیاستدانوں، دانشوروں اور صحافیوں نے ان کے خلاف بہت کچھ لکھا۔ اس کے باوجود پاکستانیوں کے دل و دماغ مولانا آزاد کی محبت سے آزاد نہیں ہوئے۔ ان پر کتابیں لکھی گئی ہیں، اخبارات اور رسائل کے خاص نمبر شائع ہوئے ہیں۔ ان کے احترام میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کا تعلق دہلی کے ایک علمی، مذہبی اور نیک خاندان سے تھا۔ آپ کے خاندانی بزرگ نسب کے اعتبار سے صدیقی تھے۔ آپ کے جدامجد مولانا ہادی اور والد بزرگوار مولانا خیرالدین اپنے وقت کے بڑے پیر اور شیخ طریقت تھے۔ مولانا نے اپنی خاندانی نسبت کو کبھی فخر و غرور کا ذریعہ نہیں سمجھا۔

والد نے ان کا نام غلام محی الدین رکھا۔ ان کی ابتدائی تحریروں میں بھی یہی نام ملتا ہے۔ بعد ازاں انہوں نے اپنے نام میں تبدیلی کی اور محی الدین احمد کا نام اختیار کیا۔ آج مولانا آزاد کی کوئی تحریر اور کوئی کتاب ایسی نہیں جو بار بار شائع نہ ہوئی ہو۔ ان کے رسائل واخبارات لسان الصدق، الہلال اور البلاغ کے عکس دوبار شائع ہوئے اور آج نایاب ہیں۔ ان کے بارے میں مسلسل لکھا جا رہا ہے اور ان کی قدر و منزلت اور احترام میں اضافہ ہو رہا ہے۔ نئی نسل میں ان سے محبت رکھنے والے پیدا ہو رہے ہیں۔ جو لوگ اخلاص اور اللہ کی رضا کے لیے زندہ رہتے ہیں۔ انہیں موت نہیں آتی۔ مولانا آزاد کی وفات کو 55 برس ہو گئے ہیں لیکن وہ آج بھی ہمارے درمیان زندہ ہیں اور ہماری راہنمائی فرما رہے ہیں۔

مولانا عبدالقیوم حقانی بہت سی کتابوں کے مؤلف ہیں۔ زیرِ نظر کتاب میں، مولانا آزاد کے حوالے سے مختلف کتب سے اقتباسات درج ہیں۔ مولانا کی تازہ تالیف نئی نسل میں مولانا آزاد کی گفتگو کو آگے بڑھانے میں معاون ثابت ہوگی۔ شخصیت کے مطالعے سے نئی نسل میں عظیم لوگوں کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسی کتابیں شخصیت سازی میں مدد دیتی ہیں۔ ماضی قریب میں عظیم شخصیات کا تذکرہ گھروں میں ہوا کرتا تھا۔ لیکن آج کل زمانے کی رفتار بہت تیز اور سمت کوئی نہیں ہے۔ اب مطالعہ کے رجحان میں کمی اور تبدیلی آ رہی ہے۔ عظیم شخصیات موت کے بعد بھی آئندہ نسلوں کی